ہلٹن ہوٹل میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تمام معزز مہمانِ کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ سب سے پہلے تو اس موقع پر میں تمام مہمانوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کروں گا جنہوں نے براہِ مہربانی ہماری آج کی اس تقریب کی دعوت قبول کی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جماعت احمدیہ مسلمہ اسلام کا ایک فرقہ ہے جس کا مطمح نظر اور مقصد بڑا واضح ہے۔ ہم انسانیت کو اس کے خالق خدائے عزّ وجل کے قریب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم لوگوں کو حقوق العباد، ایک دوسرے کے ساتھ پیار، محبت اور عزت کے ساتھ پیش آنے کی ضرورت کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ اور ہم دنیا میں حقیقی اور دیرپا امن کے قیام کی خواہش رکھتے ہیں اور اس کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ ہم احمدی مسلمان یقین رکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ مسلمہ کے بانی وہی مسیح موعود اور امام مہدی ہیں جن کے متعلق قرآن اور اسلام کے پیغمبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ قرآن کریم اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اُن علامتوں کے بارہ میں بھی پیشگوئی فرمائی جن سے مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ثبوت ملنا تھا۔ اور ہمارا یقین ہے یہ تمام علامتیں ہماری جماعت کے بانی کے دعویٰ کے حق میں پوری ہوچکی ہیں۔ بعض علامتوں کا تعلق مسیح موعود اور مہدی معہود کے زمانہ میں ہونے والی دنیاوی ترقی سے تھا۔ مثال کے طور پر یہ پیش گوئی کی گئی کہ مسیح موعود کو اُس وقت بھیجا جائے گا کہ جب کہ دنیا میں جدید مواصلاتی ذرائع اس حد تک راہ پا چکے ہوں گے کہ دنیا کے مختلف خطوں کے لوگ یکجا ہوجائیں گے اور جب پریس اور میڈیا کا قیام ہوچکا ہوگا۔ پھر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی کی پیشگوئی فرمائی جو مسیح موعود کے نزول کے وقت ظاہر ہونا تھا اور یہ نشان چاند اور سورج گرہن کا تھا جو کہ رمضان المبارک کے مقررہ معینہ دنوں میں لگنا تھا۔ بانء جماعت احمدیہ کے دعویٰ کے پیشِ نظر یہ نشانِ آسمانی بڑی عظمت اور شوکت کے ساتھ 1894ء میں مشرقی کرۂ ارض میں اور 1895ء میں مغربی کرہ ارض میں لفظ بلفظ پورا ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس قرآن مجید اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پیشگوئیوں کو روزِ روشن کی طرح پوری ہوتا دیکھ کر ہم احمدی مسلمان یقین رکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ مسلمہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب آف قادیان ہی مسیح موعود اور امام مہدی ہیں۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ آپ علیہ السلام صداقت کی شمع تھے تا دنیا بھر میں اسلام کی عمدہ اور شاندار تعلیمات کا پرچار کرسکیں۔ آپ نے دنیا کے تمام لوگوں کو اس امر کی طرف متوجہ کیا کہ وہ امن اور سکون کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہیں اور آپ نے اپنی جماعت کو مخلوقِ خدا سے ہمدردی اور رحمدلی کی تاکید کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ”نوعِ انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔“

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

چنانچہ ہمارے عقیدہ کے مطابق اسلام یہی تعلیم دیتا ہے کہ حقوق اللہ کی بجا آوری حقوق العباد کی ادائیگی کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ بلکہ بعض مخصوص حالات میں حقوق العباد کو حقوق اللہ پر ترجیح بھی حاصل ہوجاتی ہے۔ مختصراً یہ کہ اسلام کی یہ شرط ہے کہ انسان صرف تب ہی مسلمان کہلا سکتا ہے جب دوسروں کے حقوق ادا کرے بغیر یہ دیکھے کہ وہ کون ہیں اور ان کے عقائد کیا ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

1908ء میں حضرت اقدس مسیح موعو علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ علیہ السلام کی جانشینی میں خلافت کا نظام قائم ہوا جس کا مقصد یہ تھا اور ہمیشہ رہے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن اور اسلام کی سچی تعلیمات کو دنیا کے کناروں تک پھیلایا جائے۔

اب میں آپ کے سامنے چند حقیقی اسلامی تعلیمات رکھوں گا اور مذہب کے بارہ میں پائی جانے والی عمومی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کروں گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسلام انسانوں کو ہر قسم کے کینہ اور بغض وعناد سے اجتناب کرتے ہوئے محبت اور باہمی احترام کے جھنڈے تلے متحد ہونے کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام معاشرہ کی ہر سطح پر تمام لوگوں کے مابین عدل و انصاف اور امن کے قیام کو فروغ دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کی سورۃ المآئدہ کی آیت 9 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”اے ایماندارو! تم انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ کے لئے ایستادہ ہوجاؤ، اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ تم انصاف نہ کرو۔ تم انصاف کرو، وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے یقیناً آگاہ ہے۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تمام لوگوں کے ساتھ بشمول مخالفین اور دشمنوں کے عدل و انصاف کے ساتھ پیش آنے کا حکم دے رہا ہے۔ پس اسلام کسی بھی صورت زیادتی یا ظلم کی اجازت نہیں دیتا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں مذہبی آزادی اور رواداری کے اعلیٰ ترین میعار قائم کئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آبائی وطن میں کئی سال کے ظلم وستم کی وجہ سے ہجرتِ مدینہ کے بعد جس انداز سے یہودیوں اور دیگر غیر مسلمانوں کے ساتھ عزت و احترام کا سلوک کیا وہ بھی اس کی ایک اہم مثال ہے۔ مدینہ کے مقامی لوگوں میں سے زیادہ تر نے اسلام قبول کیا اور آپ کو نہ صرف اپنا مذہبی راہنما تسلیم کیا بلکہ ریاست کے راہنما کے طور پر بھی منتخب کیا۔ لیکن اس کے باوجود بھی یہودیوں اور غیر مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد مدینہ میں موجود تھی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاست کے راہنما کے طور پر آزادی اور رواداری کے عالمگیر اصولوں کی بنیاد پر یہودیوں اور دوسرے گروہوں کے ساتھ ایک امن کا معاہدہ کیا جس کے مطابق رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں اور غیر مسلمانوں کو ان کی مذہبی آزادی کی حفاظت کی ضمانت دی۔ تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاہدہ کی شرائط کی کبھی خلاف ورزی نہیں کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سربراہی میں مذہبی حقوق اور غیر مسلمانوں کی آزادی ہمیشہ برقرار رکھی گئی۔ اس سے ان الزامات کی بڑی وضاحت کے ساتھ تردید ہوتی ہے کہ اسلام مذہب کی بناء پر کی جانے والی تفریق کرتا ہے یا یہود کے ساتھ امتیازی سلوک کی اجازت دیتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق کی مثال ایک اور موقع پر بھی نظر آتی ہے جب نجران کے شہر سے ایک عیسائی وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آیا۔ جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں آیا کہ یہ لوگ عبادت کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے انہیں عبادت کے لئے اپنی مسجد مہیا کردی کہ اس میں وہ اپنے رواج اور عقائد کے مطابق عبادت کرسکیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایک الزام یہ بھی لگایا جاتا ہے کہ اسلام زبردستی تلوار کے زور پر پھیلا ہے۔ یہ اعتراض بھی مکمل طور پر بے بنیاد ہے اور سچائی سے کوسوں دور ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد خلفائے راشدین کے زمانہ میں جو بھی جنگیں ہوئیں وہ محض دفاعی نوعیت کی تھیں جبکہ جنگ ان پر مسلّط کردی گئی تھی۔ اور جب جنگ مسلمانوں پر مسلّط کی گئی تو مسلمانوں نے دیگر مذاہب کے مقامات مقدسہ اور قابل احترام شخصیات کی حفاظت اور تعظیم کی۔ لیکن اس کے باوجود بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج دنیا میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کردار کشی کی جارہی ہے حتیٰ کہ یہاں ڈنمارک میں بھی چند سال پہلے کارٹون شائع کئے گئے جن کے ذریعہ بانیٔ اسلام رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا استہزاء کیا گیا اور انہیں نعوذ باللہ ایک قابض اور جنگجو حکمران کے طور پر پیش کیا گیا۔ جب کہ حقیقت تو یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ہمیشہ سے ایک ہی عزم تھا کہ امن اور انسانی حقوق کو قائم کیا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ نے پہلی مرتبہ اہلِ مکہ کے خلاف دفاعی جنگ کی اجازت دی تو یہ صرف اسلام کی حفاظت کے لئے نہیں بلکہ مذہب کی حفاظت کے لئے دی گئی۔ اسی لئے سورۃ الحج کی آیت 40 و 41 میں میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر ظالموں کو روکا نہ جاتا تو یہ صرف معصوم مسلمانوں پر حملہ کرنے تک محدود نہ رہتے بلکہ وہ بالآخر ہر قسم کے مذہب کو تباہ کردیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بڑا واضح طور پر فرمایا ہے کہ اگر اہلِ مکہ کو طاقت کے ذریعہ نہ روکا جاتا تو نہ کوئی گرجا، نہ کلیسا، نہ مندر، نہ مسجد اور نہ ہی اور عبادت کی جگہ باقی رہتی۔ قرآن کریم کی یہ آیات بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کردیتی ہیں کہ جب مسلمانوں کو دفاعی جنگ کی اجازت دی گئی تو یہ اجازت ملکوں پر قابض ہونے اور ظلم پھیلانے کے لئے نہیں بلکہ تمام مذاہب اور عقائد کی حفاظت کے لئے دی گئی۔ پس اس کے پیشِ نظر ایک سچے مسلمان کے لئے مخالفینِ اسلام کے یہ دعوے شدید دکھ کا باعث بنتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ طاقت کے پیاسے اور اپنی حکومت قائم کرنے کے حریص تھے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز طاقت نہیں چاہی اور نہ کبھی ایسی جنگ کی جس کا مقصد اسلام کو زبردستی پھیلانا اور دوسروں کو زبردستی مسلمان بنانا ہو۔ اس لئے یہ سچے مسلمان کا فرض ہے کہ وہ تمام مذاہب کی خواہ عیسائیت ہو، یہودیت ہو یا کوئی بھی مذہب ہو ان کی حفاظت اور قدر کرے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ تعلیم دی کہ صرف اُن لوگوں کے ساتھ لڑا جائے جو براہِ راست خود جنگ میں شریک ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی سختی کے ساتھ حکم دیا کہ جنگ کے دوران کسی بھی معصوم شخص پر حملہ نہ کیا جائے۔ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو نشانہ نہ بنایا جائے۔ کسی بھی مذہبی رہنما یا پادری یا مذہبی عبادتگاہ پر حملہ نہ کیا جائے۔ مزید برآں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی کہ کسی کو اسلام قبول کرنے کے لئے ہرگز مجبور نہ کیا جائے۔ اور یہی تعلیم قرآن کریم کی ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ان

اعلیٰ تعلیمات کے باوجود اس دور میں جو جنگیں لڑی جاتی ہیں ان میں ہم مسلسل ایسے واقعات دیکھ رہے ہیں جہاں اندھادھند فائرنگ یا بمباری کردی جاتی ہے جن میں معصوم اور نہتّے شہریوں، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو بڑی بے رحمی سے مار دیا جاتا ہے۔ ایسے مسلمان جو اس طرح کے سفاکانہ رویّے اپناتے ہیں وہ صرف اپنے مذہب کو بدنام کر رہے ہیں اور ان کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کی جانی چاہئے۔ لیکن اسلام میں یہ جہالت اور تاریک دور آنا ہی تھا، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حالات کی پیشگوئی فرمائی ہوئی ہے کہ مسلمان کلیۃً اپنے مذہب کی تعلیمات کو بھلا دیں گے۔ یہ ایسا وقت ہونا تھا جب اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمانا تھا جنہوں نے اسلام کو ازسرِ نو زندہ کرنا تھا اور ایک پاکباز جماعت کا قیام کرنا تھا جس نے اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل کرنا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پھر یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ غیر مسلم دنیا بھی معصوم ہے اور اس کے سر پر کوئی الزام نہیں ہے۔ یقیناً بعض ایسی غیر مسلم طاقتیں ہیں جو اپنے اس دعویٰ کے باوجود کہ وہ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے کوشاں ہیں، دنیا کے مختلف حصوں میں ناحق جنگوں کے ذریعہ معصوم عوام پر مظالم ڈھانے اور انہیں قتل کرنے کی ذمہ وار ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بہرحال، یہ سچ ہے کہ آج کی مسلمان حکومتیں ایمانداری، راستبازی اور عدل و انصاف جیسے حقیقی اسلامی اصول پر عمل پیرا نہیں ہیں۔ جہاں اور جب بھی اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل کیا گیا وہاں ہر ایک نے ان اصولوں کی خوبصورتی اور فوائد کو سراہا ہے۔ مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے خلیفہ تھے، کے دور میں اسلام شام تک پھیل گیا اور وہاں اسلامی حکومت قائم ہوئی۔ اس حکومت میں عیسائی شہریوں پر ان کے تحفظ کے لئے ایک ٹیکس عائد کیا گیا تھا۔ لیکن بعد میں جب رومی سلطنت نے اس کا کنٹرول سنبھالا تو مسلمان حکومت نے یہ ٹیکس واپس کردیا کیونکہ اب مسلمان حکمران ان عیسائیوں کی حفاظت اور ان کے حقوق ادا نہیں کرسکتے تھے۔ مسلمان حکمرانوں کے پاس وہاں سے نکل جانے کے سوا کوئی راہ نہ بچی تھی اور مسلمانوں کو جاتا دیکھ کر وہاں کے غیر مسلم جو مسلمانوں کے زیرِ تسلط رہے تھے وہ بھی غمگین تھے۔ انہوں نے بڑے جذباتی انداز میں مسلمانوں کو واپس آنے کی التجا کی اور اس کے لئے بھرپور دعائیں کیں۔ انہوں نے بغیر کسی تردّد کے اس خواہش کا اظہار کیا کہ مسلمان ان پر دوبارہ سے حکومت کریں اور رومن حکومت کی ناانصافیوں سے ان کو محفوظ کریں۔ اس کے بعد جب مسلمان دوبارہ وہاں حاکم بنے تو سب سے پہلے جشن منانے والوں میں غیر مسلم ہی تھے، جو جانتے تھے کہ پھر سے ان کے حقوق قائم کئے جائیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یقیناً ابتدائی مسلمان اپنے تمام امور میں انصاف پسند اور شفاف تھے۔ مثلاً ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ دوسرے خلیفہ تھے، کے پاس ایک معاملہ پیش ہوا، جس میں ایک فریق مسلمان جب کہ دوسرا فریق یہودی تھا۔ ان دونوں کا مؤقف سننے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس یہودی کے حق میں فیصلہ صادر فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسلام یہ بھی تعلیم دیتا ہے کہ دوسروں کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھنا بہت ضروری امر ہے۔ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی کے ساتھ مذاکرہ کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بالا ہے۔ یہ سن کر اُس یہودی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شکایت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سرزنش فرمائی جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی دوست اور مخلص دوست بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا کہ اس یہودی کے جذبات کا خیال رکھنا چاہئے تھا۔ گو کہ جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا وہ اسلامی تعلیم کے مطابق تھا تاہم پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سمجھایا کہ کسی مسلمان کو یہودی کے سامنے ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے اس کے جذبات مجروح ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیم نہایت عمیق اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والوں کے مابین امن قائم کرنے کی بنیاد ہے۔ تاہم آج ہم دیکھتے ہیں کہ آزادی رائے کے نام پر انبیاء اور مذہبی رہنماؤں کا استہزاء کیا جاتا ہے۔ حالانکہ لاکھوں افراد ان کے پیروکار ہوتے ہیں اور ہرگز برداشت نہیں کرسکتے کہ ان کی اس طرح ہتک کی جائے۔ اگر ہم واقعی دنیا میں امن قائم کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے الفاظ اور اعمال کے نتائج کے بارے میں سوچنا ہوگا۔ ہمیں دوسروں کے جذبات اور اقدار کا خیال رکھنا ہوگا۔ اس سے باہم قربتیں بڑھیں گی اور دنیا کے بیشتر حصوں میں جو نفرت اور ناراضگی کی فصیلیں قائم ہوگئی ہیں، انہیں گرانے میں مدد ملے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یقیناً امن کا قیام آج کی اہم اور اشد ترین ضرورت ہے۔ امن کا قیام ہی ہماری اوّلین خواہش اور مقصد ہونا چاہئے۔ اس بات سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ چند مسلمانوں کے نفرت آمیز اعمال کا موجودہ تنازعات میں غیر معمولی عمل دخل ہے۔ لیکن یہ بات بالکل واضح ہونی چاہئے کہ اُن کے یہ ظالمانہ فعل اسلامی تعلیمات سے دُوری کا نتیجہ ہیں۔ مزید یہ کہ کئی غیر مسلم طاقتیں بھی ہیں جو کہ اپنی غلط حرکتوں اور سیاستوں کی وجہ سے ان اختلافات کی آگ کو مزید بھڑکا رہے ہیں۔ بہرحال اگر کوئی قرآنِ کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کا تعصب سے پاک ہوکر انصاف کی نظر سے مطالعہ کرے تو وہ جلد ہی جان جائے گا کہ اسلام امن کا مذہب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرتاپا امن کے خواہاں تھے۔ وہ جان جائیں گے کہ قرآنی تعلیمات دراصل تمام انسانیت سے محبت سکھاتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج ہم ایک ایسے دَور میں ہیں جو دن بدن بدامنی اور بے یقینی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ چنانچہ دنیا کے ہر حصہ میں رہنے والے ہر فرد کے لئے یہ ضروری ہے کہ امن قائم کرنے کے لئے انفرادی سطح پر ذمہ داری اٹھائے۔ دنیا بھر میں اختلاف بدستور بڑھ رہے ہیں اور ہمیں ہرگز یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ ایک حتمی جنگ کے سائے ہمارے سامنے منڈلا رہے ہیں۔ ہم اپنے سامنے گٹھ جوڑ اور بلاکس بنتے دیکھ رہے ہیں اور مجھے خوف ہے کہ ہم پاگلوں کی طرح بغیر سوچے سمجھے تیسری عالمی جنگ کی طرف بھاگتے چلے جا رہے ہیں۔ درحقیقت یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ایسی جنگ کی بنیاد رکھی جاچکی ہے۔ اگر ہم اپنے آپ کو بچانا چاہتے ہیں اور اس سے بھی اہم کہ ہم اگر اپنے بچوں اور آنے والی نسلوں کو جنگ کی اذیت اور اس کے تباہ کُن نتائج سے بچانا چاہتے ہیں تو ہمیں لازماً اپنے خالق کے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے ہوں گے۔ ہمیں بلاتمیز رنگ و نسل ایک دوسرے کا احترام اور خیال کرنا ہوگا اور ہمیں لازماً ایک دوسرے کے مذہبی اور قومی جذبات کی قدر کرنی ہوگی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مسلمان حکومتیں اپنی رعایا کے لئے ناکام ثابت ہوچکی ہیں اور ان حکومتوں نے ناجائز طور پر اپنی رعایا کے حقوق دبائے ہوئے ہیں اور اسی بات کا انتہاپسند اور دہشت گرد گروہ فائدہ اٹھا رہے ہیں اور طاقت پکڑ گئے ہیں۔ یہ گروہ اب تباہی اور بربادی پھیلا رہے ہیں اور نہ صرف مسلمان دنیا میں بلکہ انہوں نے اپنے جال کو مغرب تک پھیلا دیا ہے۔ چنانچہ اسلام اور مسلمانوں کا خوف جڑ پکڑ چکا ہے اور اس میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ میں ایک مرتبہ پھر یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ان نام نہاد مسلمانوں کے یہ سفّاکانہ اعمال ہرگز اسلامی تعلیمات کی عکاسی نہیں کرتے بلکہ ان کے اپنے خفیہ مقاصد ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جو کچھ میں نے کہا ہے اس کے تناظر میں میں مغربی حکمرانوں اور سیاستدانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور اپنے سیاسی اور معاشی مقاصد کی خاطر مسلمان رہنماؤں سے اچھے تعلقات بنانے کی بجائے، اپنا تمام تر اثر ورسوخ استعمال کرتے ہوئے اور غیر جانبدار بن کر مسلمان حکومتوں کی مدد کریں اور ان کی قیامِ امن کی طرف رہنمائی کریں۔ ورنہ یہ سیاستدان اور حکمران بھی دنیا کے امن کی بربادی میں برابر کے شریک ہوں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ان دنوں یورپ کے رہنے والوں میں خوف اور بے چینی بڑھ رہی ہے کہ گذشتہ سال کے دوران یورپ میں بہت سے مہاجرین داخل ہوگئے ہیں۔ یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ مہاجرین کی ایک بھاری اکثریت نے یورپ میں اس لئے پناہ لی ہے کہ ان کے اپنے ممالک میں اندوہناک مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔ لیکن درحقیقت اپنے ملکوں کے مظالم سے بھاگے ہوئے ان لاکھوں افراد کو جذب کرنے کی کسی بھی ملک بلکہ کسی بھی برِّ اعظم کو سکت نہیں۔ چنانچہ اس کا واحد حل یہی ہے کہ ان کے آبائی ممالک میں امن قائم کرنے کا ایک مستحکم نظام قائم کیا جائے اور ان ممالک میں مظالم کا خاتمہ کیا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں ایک مرتبہ پھر تمام مہمانوں سے اور خاص کر یہاں تشریف لانے والے سیاستدانوں سے اور ملکی شخصیات سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ دنیا کے امن کے قیام کے لئے کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ ورنہ دوسری صورت میں ہونے والی تباہی کا اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ تیسری عالمی جنگ بڑی تیزی سے قریب آرہی ہے اور اگر اسے روکا نہ گیا تو اس کے تباہ کن نتائج نسلوں تک جائیں گے۔ کیونکہ عین ممکن ہے کہ اس جنگ میں جوہری ہتھیار استعمال کئے جائیں۔ ایسی جنگ کے اثرات وہم وگمان سے باہر ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تمام لوگوں کو عقل اور حکمت عطا کرے اور اپنے لامتناہی فضل اور رحم سے ہم سب کی حفاظت کرے اور بنی نوع انسان کو باہم امن اور ہم آہنگی سے رہنے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کرے کہ ہم جلد ہی موجودہ تلخ دور سے نکل کر ایک بہتر اور روشن مستقبل میں داخل ہوں جہاں تمام قومیں اور گروہ ایک ساتھ مل کر رہیں اور جہاں پیار، محبت اور انسانیت کا بول بالا ہو۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بہت بہت شکریہ۔